سلسلة قصص الانبياء

21

شیطان کی آواز

اشتیاق احمد

سلسلۃ قصص الانبیاء

شیطان کی آواز

قصہ سیّدنا ھارُون علیہ السلام

اشتیاق احمد

شیطان کی آواز
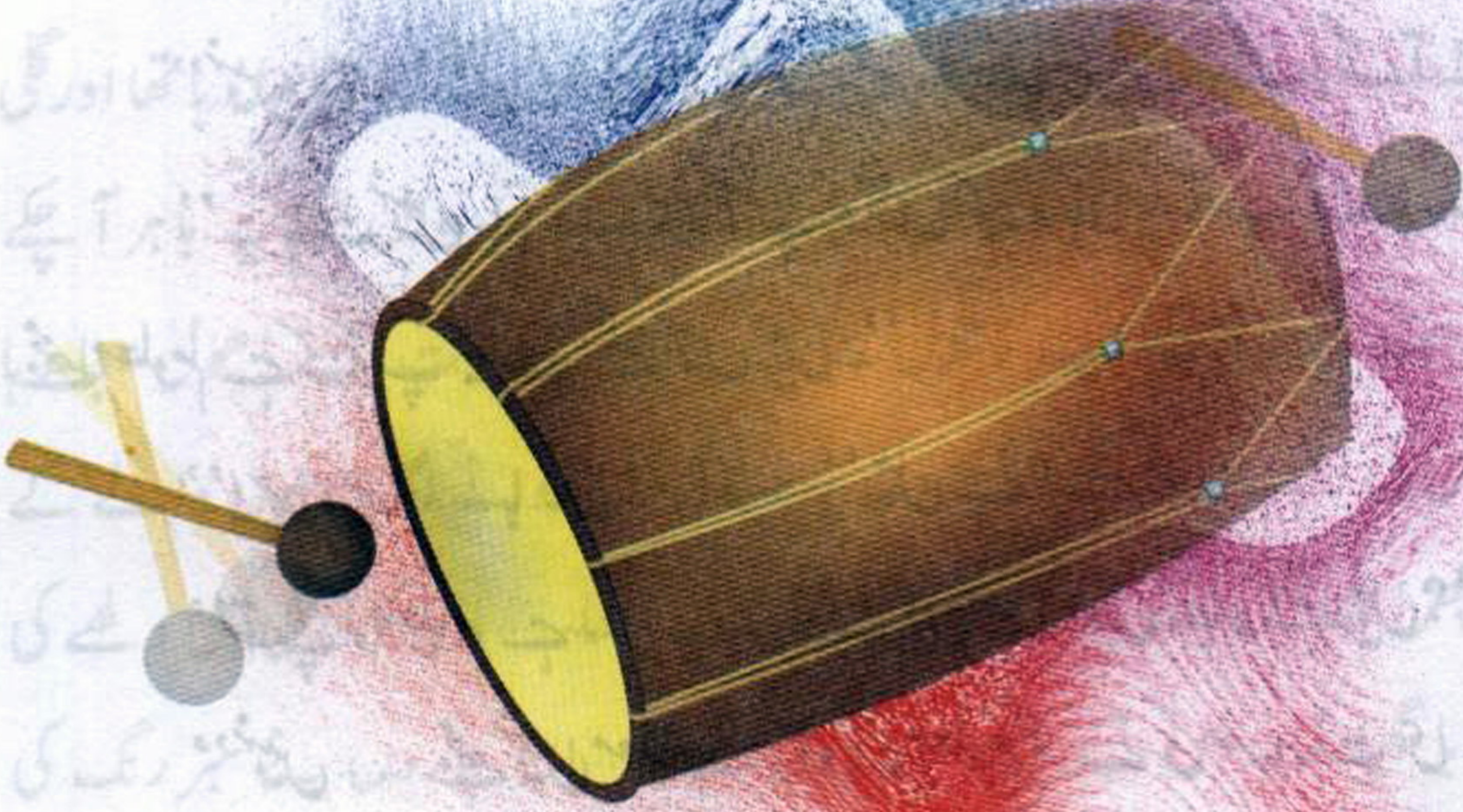
ڈھول بجنے کی آواز سن کر میرے بچے چونک اُٹھے......

''بابا! یہ ڈھول کیسا بج رہا ہے؟'' عامر بولا۔

''پتا نہیں بیٹا! ہوگی کوئی فضول بات...... جب ڈھول بجانا ہی فضول کام ہے تو جس کے لیے وہ بجایا جائے گا، وہ بھی تو فضول ہی ہوگا۔''

''آپ ٹھیک کہتے ہیں، لیکن ہمیں دیکھنا تو چاہیے۔'' سلیم نے قدرے بے چینی ظاہر کی۔

''کوئی ضرورت نہیں۔'' میں نے منہ بنایا۔

اسی وقت حسن اندر داخل ہوا...... وہ کہیں پہلے ہی باہر تھا...... دوڑ کر ہماری طرف آیا اور بولا:

''بابا...... حیرت انگیز۔''

''نہیں بیٹا...... میں کیوں ہوتا حیرت انگیز...... کیا میرے سینگ اُگ آئے ہیں۔''

''یہ بات نہیں بابا...... میں آپ کو نہیں کہہ رہا...... آپ کے بارے میں تو مجھے معلوم ہے کہ آپ حیرت انگیز نہیں ہیں۔''

''اچھا اچھا...... باتیں نہ بناؤ......'' میں نے اسے گھورا۔

''آپ کو معلوم ہے...... یہ کون لوگ ہیں جو ڈھول بجا رہے ہیں؟''

''نہیں...... مجھے نہیں معلوم...... اور نہ معلوم کرنے کی ضرورت ہی ہے۔''

''لیکن بابا...... جب آپ سنیں گے تو ضرور حیران ہوں گے...... وہ دراصل ایک بچھڑا ہے۔''

''بچھڑا...... کیا مطلب؟''

''دلھا کی طرح سجا ہوا ایک بچھڑا...... اس کے گلے میں ہار ہیں...... جسم کے گرد بھی نوٹوں کے ہار باندھے ہوئے ہیں، سینگوں پر بھی ہار لپٹے ہوئے ہیں...... کسی بچھڑے کی ایسی شان تو ہم نے آج تک نہیں دیکھی۔''

''واقعی...... یہ بات تو بہت حیرت کی ہے۔''

''تب پھر اٹھ کر دیکھ لیجیے نا...... پوچھیں تو سہی...... یہ سب کیا ہے...... کیا وہ اس بچھڑے کی شادی کرنے جا رہے ہیں، گویا یہ بچھڑے کی بارات جا رہی ہے۔'' عامر نے جلدی جلدی کہا۔

''اچھا آؤ معلوم کرتے ہیں، لیکن بات نکلے گی گناہ ہی کی۔''

''چلیے معلومات میں اضافہ تو ہوگا۔'' سلیم مسکرایا۔

اب میں اپنے بچوں کے ساتھ باہر نکلا...... ڈھول مسلسل پیٹا جارہا تھا اور گلی کے بہت سے لوگ گھروں سے نکل آئے تھے۔ بچے تو خاص طور پر باہر آچکے تھے...... سب سے آگے ایک ڈھول بجانے والا پوری قوت سے ڈھول بجا رہا تھا...... اس کی دھمک سے مجھے اپنے دل پر بوجھ محسوس ہونے لگا۔ ڈھول والے کے پیچھے وہ بچھڑا تھا جس کے بارے میں حسن نے بتایا تھا...... اس کو واقعی کسی دلھے کی طرح سجایا گیا تھا۔ اس کے پیچھے چار آدمی تھے...... ان چاروں نے سبز رنگ کی ایک لمبی سی چادر چاروں کونوں سے پکڑی ہوئی تھی۔ اس چادر میں کرنسی نوٹ اور سکے موجود تھے...... یہ چادر کے درمیانی حصے میں تھے اور بوجھ کی وجہ سے وہ حصہ

نیچے کو جھک گیا تھا۔ ہمارے دیکھتے ہی دیکھتے...... کئی آدمیوں اور عورتوں نے چھتوں کے اوپر سے اس چادر میں نوٹ اور سکے پھینک دیے...... یہ لوگ بہت آہستہ آہستہ قدم اٹھا رہے تھے۔ یوں لگتا تھا جیسے انھیں بالکل کوئی جلدی نہ ہو۔

''یہ سب کیا ہے بھئی؟'' میں نے ایک پڑوسی سے پوچھا۔

''یہ پیر جھنڈے شاہ کا بچھڑا ہے۔''

''پیر جھنڈے شاہ کا بچھڑا......؟'' میں حیران رہ گیا۔

''ہاں جناب پیر جھنڈے شاہ کا بچھڑا...... لوگ اس کی بہت تعظیم کرتے ہیں...... اس چادر میں نوٹ یا سکے گرانے والوں کے حق میں یہ بچھڑا دعائیں کرتا ہے اور اس طرح ان کے بگڑے کام بن جاتے ہیں۔''

''کیا آپ بھی ایسا کرتے ہیں؟'' میں نے حیران ہو کر کہا۔

''میں کیا...... سبھی ایسا کرتے ہیں۔''

''اللہ کا شکر ہے...... میں نے ہرگز ایسا نہیں کیا۔''

''آپ کا کیا ہے...... آپ ٹھہرے وہ...... محلے میں کسے معلوم نہیں کہ آپ وہ (وہابی) ہیں...... اسی لیے تو لوگ آپ سے سیدھے منہ بات نہیں کرتے۔''

''مجھے اس بات کی پروا نہیں...... لوگوں کی ناراضی کی پروا کر کے میں شرک تو نہیں کر سکتا ناں۔''

''کیا مطلب...... یہ شرک ہے...... ایک تو آپ لوگ بات بات میں شرک لے آتے ہیں...... اچھے بھلے پکے مسلمان کو کافر قرار دے دیتے ہیں۔'' پڑوسی بولا۔

شیطان کی آواز

''نہیں بھئی...... میں کسی کو کافر قرار نہیں دیتا...... اللہ تعالیٰ ہی قیامت کے دن فیصلے فرمائے گا...... کون کیا تھا...... آؤ بچو چلو...... میں آج آپ کو سامری کے بچھڑے کی کہانی سناؤں گا۔''

''جی...... کیا کہا...... سامری کے بچھڑے کی کہانی...... آپ کا مطلب ہے...... سامری جادوگر کے بچھڑے کی کہانی۔''

''پتا نہیں آپ کون سے سامری جادوگر کی بات کر رہے ہیں۔''

''ایک جادوگر تھا...... بہت سی کہانیوں میں اس کا نام پڑھا ہے میں نے۔'' پڑوسی بولا۔

''نہیں...... میں اس فرضی سامری کی بات نہیں کر رہا...... میں تو سچ مچ کے سامری کی بات کر رہا ہوں...... اگر آپ بھی یہ کہانی سننا پسند کریں تو آپ بھی عشاء کی نماز کے بعد آجایئے گا...... ان بچوں کے ساتھ آپ بھی سن لیجیے گا۔''

''میں آجاؤں گا...... سنوں تو سہی...... آپ ان بچوں کو کیا سناتے ہیں۔''

''ضرور! کیوں نہیں۔''

عشاء کے بعد میرا پڑوسی آگیا...... بچے پہلے ہی میرے گرد بیٹھ چکے تھے چنانچہ میں نے کہانی شروع کی:

''میں دراصل آپ کو سیدنا ہارون علیہ السلام کا قصہ سنانا چاہتا ہوں...... سیدنا ہارون علیہ السلام سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بڑے بھائی تھے۔ آپ کو موسیٰ علیہ السلام کا قصہ تو معلوم ہی ہوگا...... میرے بچوں کو بھی معلوم ہے، لیکن سیدنا ہارون علیہ السلام کا قصہ انھیں تفصیل سے معلوم نہیں...... آج کا

بچھڑا دیکھ کر مجھے خیال آیا کہ انھیں یہ قصہ تفصیل سے سنا دینا چاہیے تاکہ آج کل کے مشرکانہ عقائد والے لوگوں سے یہ پوری طرح محفوظ رہیں۔

سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے قصے میں آپ نے سنا کہ ان کی زبان میں کچھ لکنت تھی جب کہ سیدنا ہارون علیہ السلام بہت اچھے انداز میں بات چیت کر لیتے تھے، چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

'یا اللہ! میرا بھائی ہارون مجھ سے زیادہ صاف گو ہے۔ لہٰذا اسے میرے ساتھ مددگار بنا کر بھیج تاکہ وہ میری تصدیق کرے۔ مجھے ڈر ہے کہ زبان کی لکنت کی وجہ سے فرعون کی قوم کے لوگ میری بات نہیں مانیں گے۔'

شیطان کی آواز
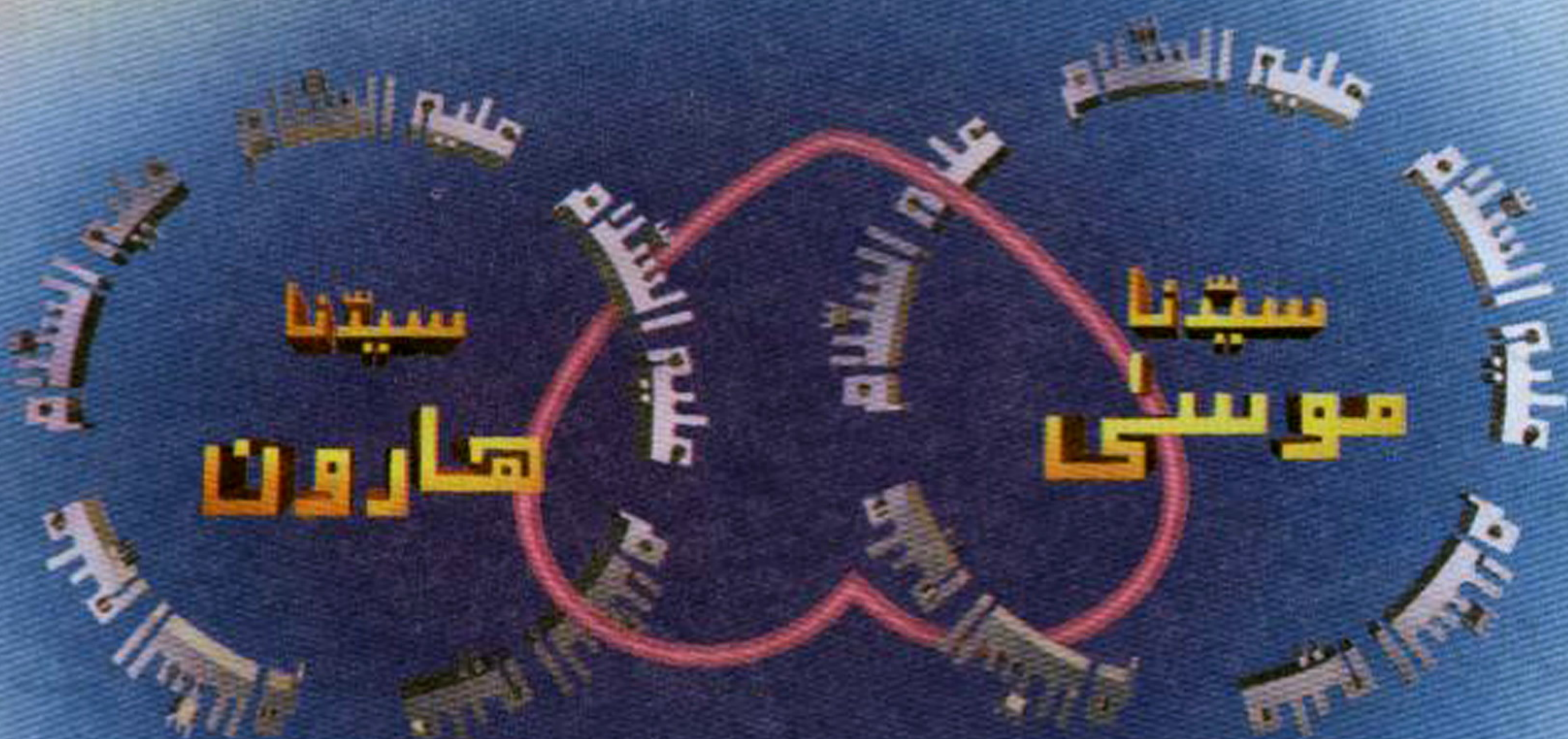
اللہ تعالیٰ نے موسی علیہ السلام کی دعا قبول فرمائی اور سیدنا ہارون علیہ السلام کو بھی نبوت عطا فرما دی۔ انھیں نبوت دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

'اور ہم نے اپنی خاص مہربانی سے اس کے بھائی کو نبی بنا کر عطا فرمایا۔'

اسی طرح اللہ تعالیٰ سورۃ الفرقان میں فرماتا ہے:

'اور بے شک ہم نے موسیٰ کو کتاب دی اور ان کے ساتھ ان کے بھائی ہارون کو ان کا مددگار بنا دیا۔ پھر ہم نے ان سے کہا: تم دونوں ان لوگوں کے پاس جاؤ جنھوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا ہے۔ پس ہم نے ان کو بالکل تباہ کر دیا۔'

نبوت ملنے کے بعد سیدنا ہارون علیہ السلام اپنے بھائی سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ رہے، لیکن جب اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور پر بلایا تو آپ نے کوہِ طور کی طرف روانہ ہونے سے پہلے سیدنا ہارون علیہ السلام کو اپنا نائب مقرر فرمایا، خود کوہِ طور پر چلے گئے۔ انھیں کوہِ طور پر تیس دن تک ٹھہرنا تھا، لہٰذا آپ قوم کو یہ بتا کر گئے تھے کہ میں تیس دن کے لیے جا رہا ہوں، لیکن وہاں ان کی مدت بڑھا کر چالیس دن کر دی گئی۔

اب جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو کوہِ طور سے آنے میں دیر ہوئی تو سامری کو گویا موقع مل گیا۔ اس نے قوم کے لوگوں سے کہا: تم اپنے زیورات مجھے دے دو۔ بس اس نے کوئی بات بنائی اور زیورات ان سے لے لیے۔ پھر اس نے ان زیورات کو پگھلا لیا۔ اس طرح جو دھات حاصل ہوئی، اس سے اس نے ایک بچھڑا بنایا۔ پھر اس نے اس بچھڑے میں ایک مٹھی مٹی کی بھر دی۔ اب یہ بھی سن لیں کہ اس نے وہ

شیطان کی آواز

مٹی کہاں سے حاصل کی تھی: جس وقت فرعون اپنے لشکر کے ساتھ سمندر کے کنارے پہنچا تھا تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کی طرف وحی کی تھی۔ سیدنا جبریل علیہ السلام وحی لے کر آئے تھے۔ اس وقت وہ گھوڑے پر سوار تھے۔ یہ مٹی اس گھوڑے کے پیروں کے نیچے سے اٹھائی گئی تھی۔ جونہی اس بچھڑے میں وہ مٹی ڈالی گئی، بچھڑا آواز دینے لگا جیسا کہ کوئی سچ مچ کا بچھڑا ہو۔''

''آواز دینے لگا، وہ کیسے؟'' عامر نے پوچھا۔

''قرآن اور حدیث میں یہ وضاحت نہیں ملتی کہ وہ آواز کس طرح دینے لگا جب کہ وہ بے جان تھا...... یہی کہا جاسکتا ہے کہ سامری شیطان کا پیروکار تھا، شیطان
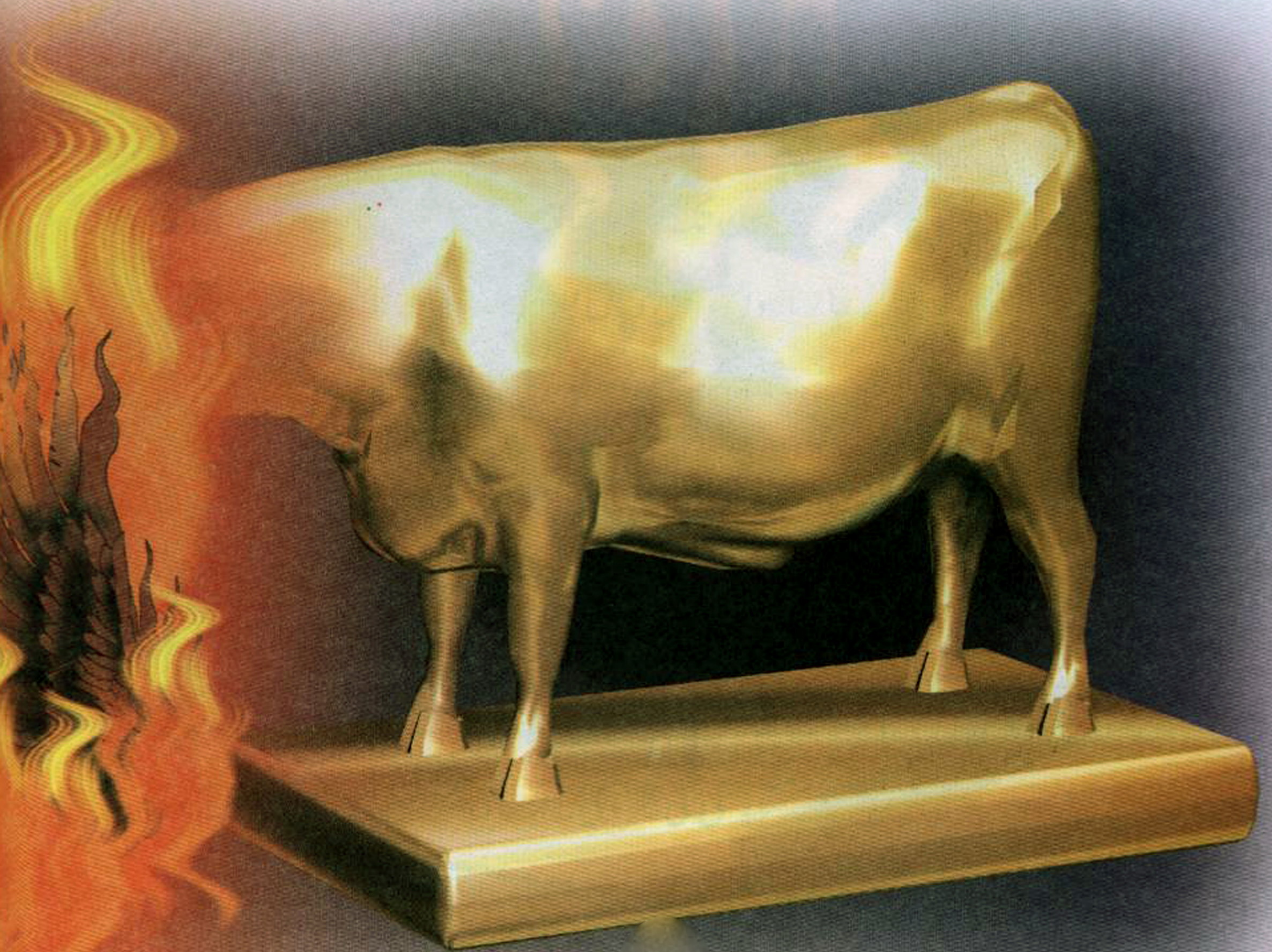
نے اس کام میں اس کی مدد کی اور بچھڑے کے اندر سے جو آواز آئی، وہ آواز دراصل شیطان نے نکالی تھی تاکہ وہ لوگ اس بچھڑے کے دیوانے ہو جائیں ...... ایک اللہ کی عبادت چھوڑ کر اس کی پوجا کرنے لگیں، اور شیطان کی ہمیشہ یہ کوشش رہی ہے کہ انسانوں کو شرک میں مبتلا کر دے، اس لیے کہ شرک سے بڑھ کر کوئی گناہ نہیں۔ بعض مفسرین کہتے ہیں کہ ہوا کسی طریقے سے اس میں داخل ہو جاتی تھی اور اس سے بچھڑے کی سی آواز نکلتی تھی۔ ...... ہاں تو وہ بچھڑا آواز دینے لگا۔ اس کی آواز سن کر بنی اسرائیل اس کے گرد جمع ہو گئے۔ خوشی سے ناچنے لگے اور کہنے لگے:

'یہی تمہارا بھی معبود ہے اور موسیٰ کا بھی، لیکن موسیٰ بھول گئے۔'

یہ کہنے سے ان کا مطلب یہ تھا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو یاد نہیں رہا کہ معبود تو ہمارے پاس ہے، وہ اسے کہاں ڈھونڈتے پھر رہے ہیں۔

اب انھوں نے اس بچھڑے کی پوجا شروع کردی۔ اسی کو اِلٰہ ماننے لگے۔

سیدنا ہارون علیہ السلام نے انھیں بہت سمجھایا، لیکن انھوں نے ان کی ایک نہ سنی اور شرک کے گڑھے میں گرتے چلے گئے۔ اللہ تعالیٰ نے اس موقع پر فرمایا:

'کیا انھوں نے یہ نہیں دیکھا کہ وہ ان سے بات نہیں کرتا تھا اور نہ کوئی انھیں راہ بتلاتا تھا، انھوں نے اس کو معبود قرار دے دیا اور بڑی بے انصافی کا کام کیا۔'

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں مزید فرمایا:

'کیا یہ گمراہ لوگ یہ بھی نہیں دیکھتے کہ وہ تو ان کی بات کا جواب بھی نہیں دے سکتا اور نہ ان کے کسی بُرے بھلے کا اختیار رکھتا ہے۔'

مطلب یہ کہ یہ حیوانی مجسمہ نہ تو بات چیت کرسکتا تھا، نہ کسی کے نفع اور نقصان کا اختیار رکھتا تھا اور نہ کسی معاملے میں ان کی رہنمائی ہی کرسکتا تھا۔ اس کی پوجا کرنا اپنی جان پر ظلم کرنے کے برابر تھا...... جب کہ انھیں معلوم بھی تھا کہ یہ کام جہالت اور گمراہی ہے۔

سیدنا ہارون علیہ السلام نے اس عظیم فتنے کے جواب میں قوم سے فرمایا:

'اے میری قوم ! تم اس بچھڑے کی وجہ سے آزمائش میں مبتلا کیے گئے ہو۔ یقیناً تمھارا رب تو رحمٰن ہی ہے۔ لہٰذا تم میری راہ پر چلو اور میرا کہنا مانو۔ جواب میں قوم نے کہا: جب تک موسیٰ ہمارے پاس نہیں لوٹ آتے، ہم اسی کی پوجا کرتے رہیں گے۔'

ادھر اللہ تعالیٰ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام کو اس فتنے کی خبر دے دی۔ سیدنا موسیٰ علیہ السلام وہاں سے غصے کی حالت میں لوٹے۔ آپ ہارون علیہ السلام پر بگڑے، انھیں داڑھی سے پکڑا سر کے بال پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔

اس وقت سیدنا موسی علیہ السلام کے ہاتھ میں تورات کی تختیاں تھیں...... وہ انھوں نے زمین پر پھینک دیں۔ بھائی کو اس حد تک غصے میں دیکھ کر سیدنا ہارون علیہ السلام نے ان سے کہا:

'اے میرے بھائی ! تُو میری داڑھی اور سر کے بالوں کو نہ پکڑ ! میں اس بات سے ڈر گیا تھا کہ کہیں تو یہ نہ کہے کہ تو نے بنی اسرائیل میں پھوٹ ڈال دی اور میری بات کا لحاظ نہ رکھا۔'

سیدنا ہارون علیہ السلام کا جواب سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے انھیں چھوڑ دیا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کی:

﴿ رَبِّ اغْفِرْ لِيْ وَلِاَخِيْ وَاَدْخِلْنَا فِيْ رَحْمَتِكَ ۖ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِيْنَ ﴾

'اے میرے رب ! میری اور میرے بھائی کی خطا معاف فرما اور ہم

علیہ السلام
سیدنا
موسیٰ
علیہ السلام
سیدنا
ھارون
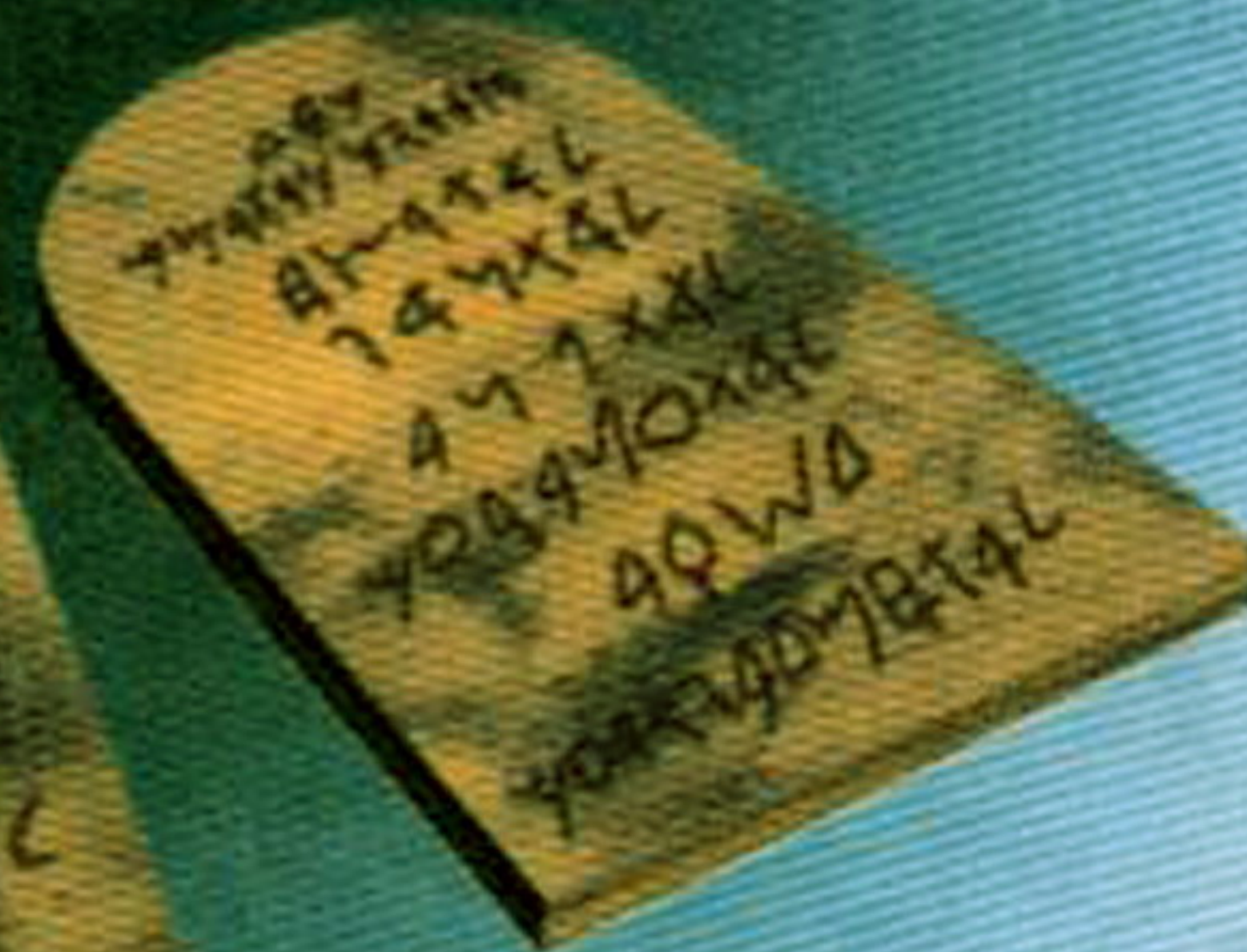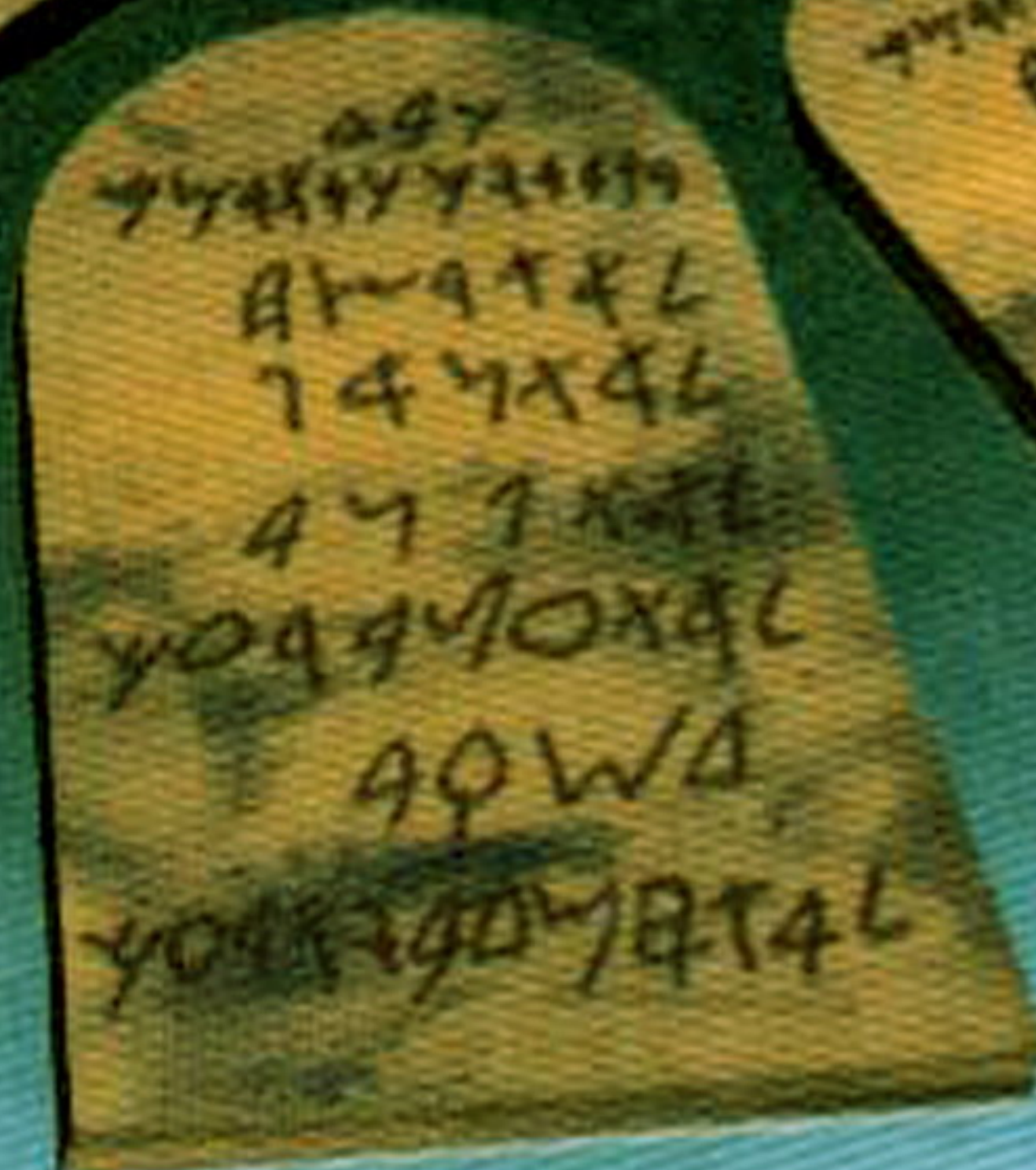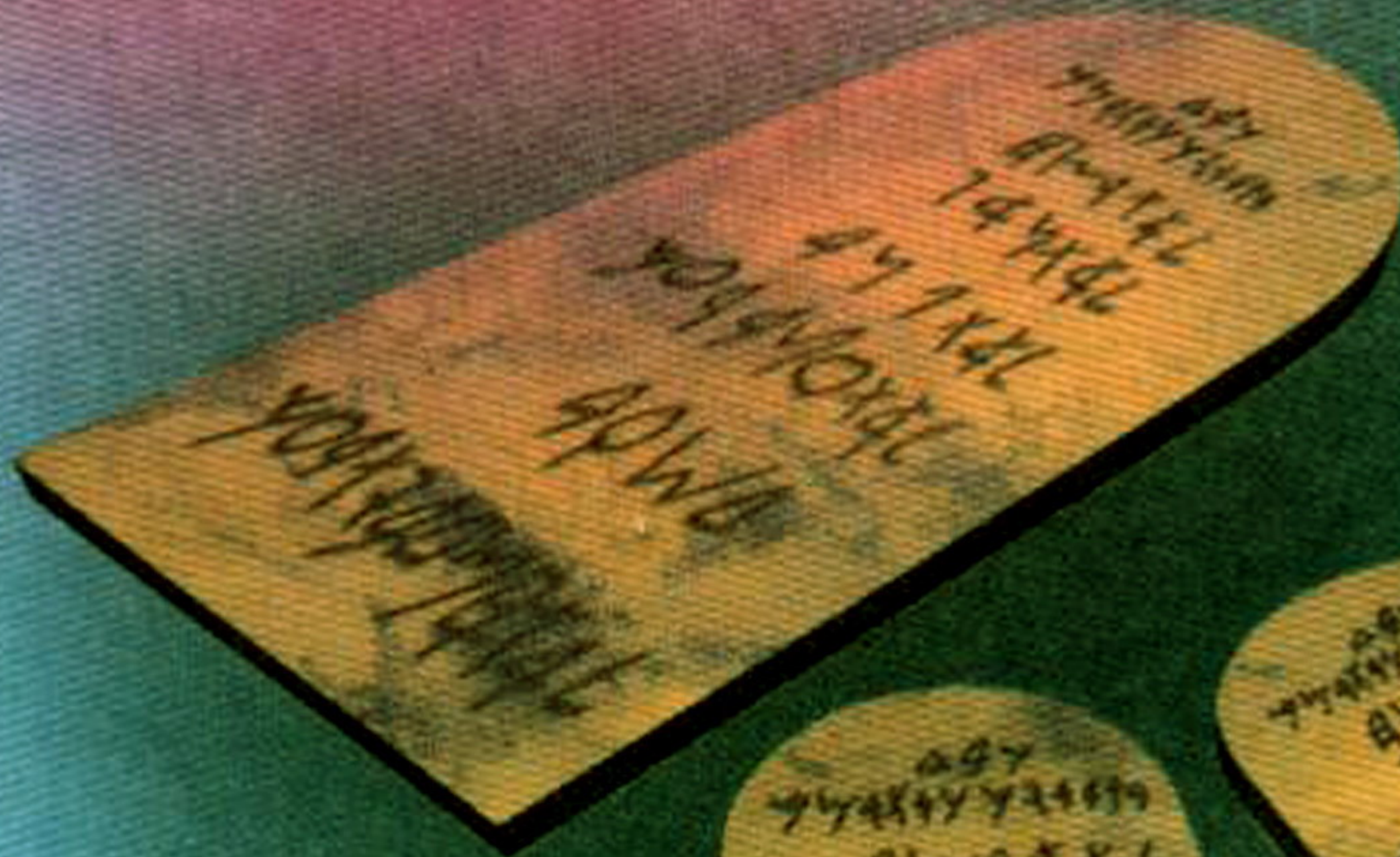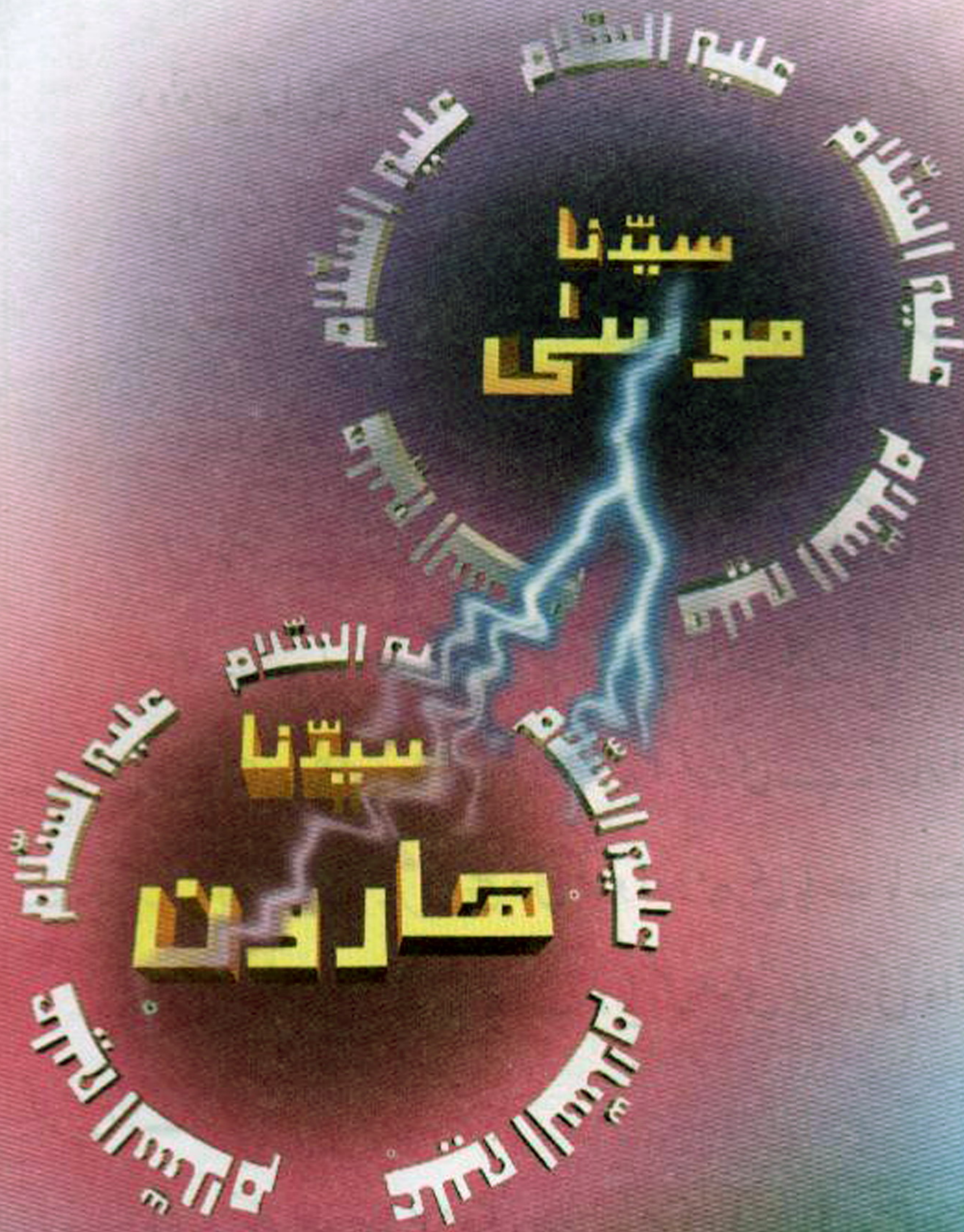
دونوں کو اپنی رحمت میں داخل فرما اور تو سب رحم کرنے والوں سے
زیادہ رحم کرنے والا ہے۔'
اللہ تعالیٰ نے بھی سیدنا ہارون علیہ السلام کے بارے میں فرمایا:
'اور ہارون نے اس سے پہلے ان سے کہہ دیا تھا کہ اے میری قوم
اس بچھڑے سے تو صرف تمہاری آزمائش کی گئی ہے۔'
مطلب یہ کہ اللہ کی تقدیر سے یہ واقعہ پیش آیا ہے اور تمہاری آزمائش کے
لیے اس نے اس بچھڑے میں آواز پیدا کر دی ہے۔ تمہارا حقیقی پروردگار تو رحمٰن ہی
ہے، نہ کہ یہ بچھڑا لہٰذا میری پیروی کرو اور میری بات مانتے چلے جاؤ۔
اس پر انھوں نے یہ جواب دیا کہ موسیٰ علیہ السلام کی واپسی تک تو ہم اسی کی پوجا
کریں گے۔
اس کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام سامری کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا:
'سامری! یہ تو نے کیا کیا؟'
جواب میں اس نے کہا:
'مجھے وہ چیز دکھائی دی تھی جو انھیں دکھائی نہیں دی۔'
سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے حیران ہو کر پوچھا:
'کیا مطلب؟'
تب سامری بولا:
'مجھے جبریل نظر آ گئے تھے۔ وہ گھوڑے پر سوار تھے۔ میں نے ان کے

گھوڑے کے نقشِ قدم کی مٹی لے لی ،اس لیے کہ میں نے دیکھا تھا کہ جہاں جہاں اس گھوڑے کے قدم پڑتے تھے ،وہاں وہاں زندگی کے آثار نمودار ہو جاتے تھے گھاس اُگ جاتی تھی۔بس میں نے وہاں سے مٹی لے لی اور جب میں نے وہ سونے کے بچھڑے میں ڈالی تو وہ آواز نکالنے لگا۔'

اس کی بات سن کر سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا:

'اچھا جا! دنیا کی زندگی میں تیری سزا یہ ہے کہ تو کہتا رہے ، مجھے نہ چھونا۔'

سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سامری کو یہ بددعا دی کہ اسے کوئی نہ چھوئے ،اس لیے کہ اس نے اس چیز کو چھوا تھا جس کا چھونا اس کے لیے جائز نہ تھا۔دنیا میں تو اسے اپنے

جرم کی یہ سزا ملی، آخرت میں بھی اسے سخت عذاب ہوگا۔اس کے بعد سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے سامری سے فرمایا:

﴿وَانْظُرْ إِلَىٰ إِلَٰهِكَ الَّذِي ظَلْتَ عَلَيْهِ عَاكِفًا ۖ لَّنُحَرِّقَنَّهُ ثُمَّ لَنَنسِفَنَّهُ فِي الْيَمِّ نَسْفًا﴾

'اب تو اپنے اس معبود کو بھی دیکھ لینا جس کا تو اعتکاف کیے ہوئے تھا، ہم اسے جلا دیں گے، پھر اڑا کر سمندر میں بکھیر دیں گے۔'

چنانچہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے اس بچھڑے کو آگ میں جلا دیا پھر اس کی راکھ کو

سمندر میں بکھیر دیا اور بنی اسرائیل میں سے جس نے بچھڑے کی پوجا کی تھی، ان سے کہا کہ وہ اس کو پییں۔ان کے ہونٹوں پر اس کی راکھ چپک گئی یا ان کے رنگ زرد ہو گئے۔تب سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے فرمایا:

﴿ اِنَّمَآ اِلٰهُكُمُ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ وَسِعَ كُلَّ شَیْءٍ عِلْمًا ﴾

'اصل بات یہی ہے کہ تم سب کا معبودِ برحق صرف اللہ ہی ہے۔اس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں۔اسی کا علم تمام چیزوں پر حاوی ہے۔'

اللہ تعالیٰ نے بھی ان کے متعلق فرمایا:

﴿ اِنَّ الَّذِیْنَ اتَّخَذُوا الْعِجْلَ سَیَنَالُهُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَذِلَّةٌ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِی الْمُفْتَرِیْنَ ﴾

'بے شک جن لوگوں نے بچھڑے کی پوجا کی ہے،ان پر بہت جلد ان کے رب کی طرف سے غضب اور ذلت اس دنیاوی زندگی ہی میں پڑے گی اور ہم جھوٹ باندھنے والوں کو ایسی ہی سزا دیا کرتے ہیں۔'

چنانچہ اسی طرح ہوا۔اللہ کا عذاب ان پر نازل ہوا۔اللہ تعالیٰ کے حکم سے سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا:

'تم نے بچھڑے کو معبود بنا کر خود پر ظلم کیا ہے۔اب تم اپنے پیدا کرنے والے کی طرف رجوع کرو،اپنے آپ کو آپس میں قتل کرو،اللہ کے نزدیک تمہاری بہتری اسی میں ہے۔'

روایات میں آتا ہے کہ اس وقت بنی اسرائیل دو گروہوں میں بٹ گئے تھے۔ان

میں سے ایک گروہ وہ تھا جس نے اس بچھڑے کی عبادت کی تھی، دوسرا گروہ وہ تھا جس نے سیدنا ہارون علیہ السلام کا حکم مانا تھا اور بچھڑے کی عبادت نہیں کی تھی، وہ اس سزا سے محفوظ رہے۔ باقی لوگوں نے دو گروہوں میں بٹ کر ایک دوسرے کو قتل کیا...... اس طرح انھیں ان کے شرک کی اس قدر بھیانک سزا ملی۔

میرے عزیز پڑوسی اور میرے بچو!...... شرک اس قدر برا ہے کہ اس جرم میں ان کی قوم کو خود اپنے ہاتھوں ایک دوسرے کو قتل کرنا پڑا۔''

''اُف توبہ...... آپ نے تو میری آنکھیں کھول دیں...... اللہ تعالیٰ مجھے معاف فرمائے۔''

''آمین!'' سب کے منہ سے نکلا۔

شیطان کے حربوں سے بچنا بڑا مشکل کام ہے
کیونکہ شیطان برائی کو بڑے دل فریب لباس میں
ہمارے سامنے پیش کرتا ہے
دل اس میں اٹک کر رہ جاتا ہے
خاص طور پر شرک کو رنگ برنگ کے روپ میں
نئے نئے لبادوں میں
مکڑی کے ان دیکھے جالے کی طرح
ہمارے اردگرد لپیٹ کر رکھ دیتا ہے
ہم نہ چاہتے ہوئے بھی
شرک کو اپنی عادت اور مزاج میں شامل کر لیتے ہیں
کہانی ''شیطان کی آواز'' پڑھیے
ممکن ہے اس آئینے میں ہمیں اپنی تصویر بھی نظر آ جائے